

توحید اور غیر اللہ

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نظروں میں

بے حقیقتی

اس وقت ایک عالم کا عالم اہل حکومت اور اہل دولت کے دامن سے وابستہ تھا۔ لوگوں نے مختلف انسانوں اور مختلف ہستیوں کو نفع و ضرر کا مالک سمجھ لیا تھا۔ اسباب کو ارباب کا درجہ دیدیا گیا تھا۔ اور قضا و قدر کو بھی اپنے جیسے انسانوں سے متعلق سمجھ لیا گیا تھا۔ ایک ایسی فضا میں حضرت شیخ فرماتے ہیں :

”کل مخلوقات کو اس طرح سمجھو کہ ایک بادشاہ نے جس کا ملک بہت بڑا اور حکم سخت اور رعب و داب دل ہلا دینے والا ہے۔ ایک شخص کو گرفتار کر کے اس کے گلے میں طوق اور پیروں میں کڑا ڈال کر ایک صنوبر کے درخت میں ایک ہنر کے کنارے جس کی مہین زبردست، پاٹ بہت بڑا تھا، بہت گہری ، بہاؤ بہت زوروں پر ہے، لٹکا دیا ہے، اور خود ایک نفیس اور بلند کرسی پر، کہ اس تک پہنچنا مشکل ہے، تشریف فرما ہے اور اس کے پہلو میں تیر و سپکان ، نیزہ و کمان اور ہر طرح کے اسلحہ کا انبار ہے، جن کی مقدار خود بادشاہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اب ان میں سے جو چیز چاہتا ہے، اٹھا کر اس ٹکے ہوئے قیدی پر چلاتا ہے۔ تو کیا (یہ تماشا) دیکھنے والے کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ سلطان کی طرف سے نظر ہٹا لے، اور اس سے خوف و امید ترک کر دے، اور ٹکے ہوئے قیدی سے امید و بیم رکھے۔ کیا جو شخص ایسا کرے، عقل کے نزدیک بے عقل، بے ادراک، دیوانہ، چوپایہ اور انسانیت سے خارج نہیں ہے، خدا کی پناہ بینائی کے بعد نابینائی اور قرب و ترقی کے بعد تنزل اور ہدایت کے بعد

گمراہی اور ایمان کے بعد کفر ہے۔ (رموز الغیب ترجمہ فتوح الغیب۔ مقالہ ۱۷)

ایک دوسری مجلس میں توحید و اخلاق اور ماسوائے اللہ سے انقطاع کی تعلیم اس طرح دیتے ہیں :

”اس پر نظر رکھو جو تم پر نظر رکھتا ہے، اس کے سامنے رہو جو تمہارے سامنے رہتا ہے۔ اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے، اس کی بات مانو جو تم کو بلاتا ہے۔ اپنا ہاتھ اُسے دو جو تم کو گرنے سے سنبھالے گا، اور تم کو جہل کی تاریکیوں سے نکالے گا۔ اور ہلاکتوں سے بچائے گا، نجاستیں دھو کر میل کیل سے پاک کرے گا، تم کو تمہاری سڑامند اور بدبو اور پست ہمتی اور نفیس بدکار و رفیقان گمراہ و گمراہ کن سے نجات دے گا، جو شیاطین خواہشیں اور تمہارے جاہل دوست ہیں، خدا کی راہ کے رہزن اور تم کو ہر نفیس اور ہر عمدہ اور پسندیدہ چیز سے محروم رکھنے والے، کب تک عادت، کب تک خلق، کب تک خواہش، کب تک رعوت، کب تک دنیا، کب تک آخرت، کب تک ماسوائے حق؟ کہاں چلے تم (اس خدا کو چھوڑ کر) جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے۔ اول ہے، آخر ہے، ظاہر ہے، باطن ہے، دونوں کی محبت، روجون کا اطمینان، گرائیوں سے سبکدوشی، بخشش و احسان، ان سب کا جو جمع اسی کی طرف ہے، اور اسی کی طرف سے اس کا صدور ہے۔ (رموز الغیب مقالہ ۶۲)

ایک دوسری مجلس میں اسی توحید کے مضمون کو اس طرح و اشکاف بیان فرماتے ہیں :—

”ساری مخلوق عاجز ہے، نہ کوئی تجھ کو نفع پہنچا سکتا ہے، نہ نقصان، بس حق تعالیٰ اس کو اس کے ہاتھوں کو دیتا ہے، اسی کا فعل تیرے اندر اور مخلوق کے اندر تصرف فرماتا ہے، جو کچھ تیرے لئے مفید ہے یا مضر ہے، اس کے متعلق اللہ کے علم میں قلم چل چکا ہے، اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ جو موجد اور نیکو کار ہیں۔ وہ باقی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جو ظاہر اور باطن دونوں اعتبار سے دنیا سے برہنہ ہیں، وہ گو دولت مند ہیں، مگر حق تعالیٰ ان کے اندرون پر دنیا کا کوئی اثر نہیں پاتا، یہی قلوب ہیں جو صاف ہیں، جو شخص اس پر قادر ہو اس کو مخلوقات کی بادشاہت مل گئی۔ وہی بہادر پہلوان ہے، بہادر وہی ہے جس نے اپنے قلب کو ماسوائے اللہ سے پاک بنایا، اور قلب کے دروازہ پر توحید کی تلوار اور شریعت کی شمشیر سے کر

کھڑا ہو گیا کہ مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس میں داخل نہیں ہونے دیتا۔ اپنے قلب کو مقلب القلوب سے وابستہ کرتا ہے۔ شریعت اس کے ظاہر کو تہذیب سکھاتی ہے۔ اور توحید و معرفت باطن کو مہذب بناتی ہیں۔ (فیوض یزدانی ترجمہ الفخ الربانی مجلس) معبودان باطل کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

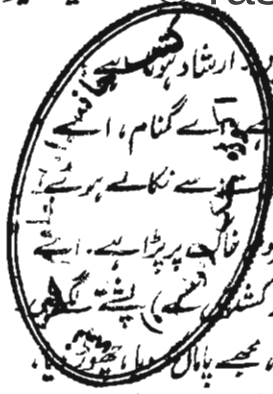
”آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر، مخلوق پر، اپنے دیناروں پر، اپنے درہموں پر، اپنی خرید و فروخت پر، اور اپنے شہر کے حاکم پر۔ ہر چیز کے جس پر تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے۔ اور ہر وہ شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے، وہ تیرا معبود ہے، اور ہر وہ شخص جس پر نفخ اور نقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی اس کے ہاتھوں اس کا بھاری کرنے والا ہے تو وہ تیرا معبود ہے۔ (فیوض یزدانی مجلس ۲۰)

ایک دوسرے موقع پر خدا کی غیرت، شرکاء سے نفرت اور انسان کی محبوب چیزوں کے سلب اور منافع ہوجانے کی حکمت اس طرح بیان فرماتے ہیں :

”تم ان شرکیتے ہو گے اور کہو گے، میں جس سے محبت کرتا ہوں اس سے میری محبت رہے نہیں پاتی اور رخصت پڑ جاتا ہے، یا تو عدائی ہو جاتی ہے یا وہ مر جاتا ہے۔ یا رنجش ہو جاتی ہے۔ اور مال سے اگر محبت کرتا ہوں تو وہ منافع ہو جاتا ہے۔ اور ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ تب تم سے کہا جائے گا کہ اے خدا کے محبوب، اے وہ کہ جس پر خدا کی عنایت ہے، اے وہ جو خدا کا منظور نظر ہے، اے وہ جس کے لئے اور جس پر خدا کی غیرت آتی ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ بخیر ہے، اس نے تم کو اس لئے پیدا کیا اور تم غیر کے ہو رہنا چاہتے ہو، کیا تم نے خدا کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ وہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ اُسے اور یہ ارشاد کہ میں نے جن و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ خدا جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے مبتلا کرتا ہے، پھر اگر وہ صبر کرتا ہے تو اُسے رکھ چھوڑتا ہے۔ عزم کیا گیا یا رسول اللہ رکھ چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا، اُس کے مال و اولاد کو باقی نہیں رکھتا۔ اور یہ معاشرت اس لئے ہے کہ جب مال و اولاد ہوں گے تو اُسے ان کی محبت بھی

رہے گی، اور خدا سے جو محبت اُسے ہے، متفرق اور ناقص اور تقسیم ہو کر رہتی اور غیر حق میں مشترک ہو جائے گی۔ اور خدا شریک کو قبول نہیں کرتا۔ وہ غیور ہے اور ہر چیز پر غالب و زبردست۔ تو وہ اپنے شریک کو ہلاک و معدوم کر دیتا ہے، تاکہ وہ اپنے بندہ کے دل کو خالص کرے، خاص اپنے لئے بغیر کسی شریک کے، اس وقت اس کا یہ ارشاد صادق آجاتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے، اور وہ لوگ اُسے یہاں تک کہ دل جب (خدا کے ان مصنوعی) شریکوں اور برابر ہی کرنے والوں سے جو اہل و عیال، دولت و لذت اور خواہشیں ہیں، نیز دلاہیت و ریاست کرامات و محلات، منازل و مقامات، حنثوں اور درجات اور قرب و نزدیکی کی طلب سے پاک و صاف ہو جاتا ہے، تو اس میں کوئی ارادہ اور آرزو باقی نہیں رہتی، اور وہ مثل سوراخ و دربرتن کے ہو جاتا ہے جس میں کوئی رقیب چیز نہیں ٹھہرتی کیونکہ وہ خدا کے فعل سے ٹوٹ جاتا ہے۔ جب اس میں کوئی ارادہ پیدا ہوتا ہے۔ خدا کا فعل اور اس کی غیرت اس کو ٹوڑ ڈالتی ہے تب اسی کے دل کے گرد عظمت و جبروت و ہیبت کے پردے ڈال دئے جاتے ہیں۔ اور اس کے گرد اگر دگر باری اور سطوت کی خدقیں کھود دی جاتی ہیں کہ دل میں کسی چیز کا ارادہ گھسنے نہیں پاتا۔ اس وقت دل کو اسباب یعنی مال اور اہل و عیال و اہمال اور کرامات و حکم و بیانات کچھ مضرب نہیں ہوتے، کیونکہ یہ سب دل سے باہر رہتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اُن سے غیرت نہیں کرتا۔ بلکہ یہ سب چیزیں خدا کی طرف سے بندہ کے لئے بطور لطف و کرامت و رزق و نعمت کے ہوتی ہیں، اور جو لوگ اس کے پاس آتے ہیں انہیں نفع پہنچانے کے لئے۔ (رمز الغیب مقالہ ۳۲)

شکستہ دلوں کی تسکین | حضرت شیخ کے زمانہ میں ایک طبقہ ایسا تھا جو اپنے اعمال و اخلاق اور ایمانی کیفیت کے لحاظ سے پست، لیکن دنیاوی حیثیت سے بلند اور ہر طرح سے اقبال مند تھا۔ اس کے برخلاف دوسرا طبقہ معاشی حیثیت سے پست، دنیاوی ترقیات سے محروم، بے بصاعت و تہی دست، لیکن اعمال و اخلاق کے لحاظ سے بلند اور ایمانی کیفیات و ترقیات سے بہرہ مند تھا، وہ پہلے طبقہ کی کامیابیوں اور ترقیات کو بعض اوقات رشک کی نگاہ سے دیکھتا اور اپنے کسی وقت محروم و نامراد سمجھنے لگتا تھا۔ حضرت شیخ اس دل شکستہ طبقہ کی دلجوئی فرماتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کی جو عنایات



ہیں۔ ان کا ذکر فرماتے ہوئے اس امتیاز و فرق کی حکمت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

”اے خالی ہاتھ فقیر، اے وہ کہ جس سے تمام دنیا برگشتہ ہو چکے گنام، اے بھوکے پیاسے ننگے، مگر جھلے ہوئے، اے ہر مسجد و خانہ سے نکالے ہوئے، اے ہر در سے پھٹکارے ہوئے۔ اے وہ کہ ہر مرد سے مرد و خالہ پر پڑا ہے۔ اے وہ کہ جس کے دل میں (مٹی ہوئی) آرزوؤں اور اربابوں کے (کشش کی گئی) پستے لگے، مت کہہ کہ خدا نے مجھے محتاج کر دیا، دنیا کو مجھ سے پھیر دیا، مجھے پاہل سبلا، چھوڑ دیا، مجھ سے دشمنی کی، مجھے پریشان کیا، اور جمعیت (مناظر) نہ بخشی، مجھے ذلیل کیا اور دنیا سے میری کفایت نہ کی، مجھے گنام کیا، اور خلق میں اور میرے بھائیوں میں میرا ذکر بند نہ کیا اور غیر پر اپنی تمام نعمتیں بچھا کر دیں، جس میں اُس کے رات دن گزرتے ہیں۔ اسے مجھ پر اور میرے دیار والوں پر فضیلت دی حالانکہ وہ بھی مسلمان ہے، اور میں بھی، اور ایک ماں باپ آدم و حوا کی اولاد میں دونوں ہیں۔ (اے فقیر) خدا نے تیرے ساتھ یہ بڑا ڈکيا ہے کہ تیری سرشت میاں زمین (کے مثل) بے دیت ہے، اور رحمت حق کی بارشیں برابر تجھ پر ہو رہی ہیں، از قسم صبر و رضا و یقین و موافقت و علم اور ایمان و توحید کے انوار تیرے گرد و گرد ہیں، تو تیرے ایمان کا درخت اور اس کی جڑ اور بیج اپنی جگہ پر مضبوط ہے، لگے دے رہا ہے، پھل رہا ہے۔ بڑھ رہا ہے، شاخیں پھیل رہا ہے، سایہ دے رہا ہے، بلند ہو رہا ہے، روزانہ زیادتی اور غوثی ہے، اس کے بڑھانے اور پرورش کرنے میں پائس اور کھاد دینے کی ضرورت نہیں، اس بارہ میں خداوند تعالیٰ تیرے حکم سے فارغ ہے (کہ وہ خود تیری ضروریات کو بخوبی جانتا ہے) اس نے آخرت میں تجھ کو مقام بخشا ہے اور اس میں تجھ کو مالک بنایا ہے، اور تجھ میں تیرے لئے اتنی کثرت سے بخششیں رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کان نے سنیں، نہ کسی انسان کے دل میں گزریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ کون سی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی گئی ہے۔ اس کام کے بدلہ میں جو وہ کرتے رہے ہیں، یعنی جو کچھ دنیا میں ان لوگوں نے احکام کی بجا آوری منوعات کے ترک پر صبر، مقدرات میں تقویٰ و تسلیم اور کل امور میں خدا کی موافقت کی ہے۔

اور وہ غیر جسے خدا نے دنیا عطا فرمائی اور (مال دنیا کا) مالک کیا ہے۔ اور نعمت

دنیاوی، اور اس پر اپنا فضل فرمایا، اس کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا ہے کہ اس کے ایمان کی جگہ ریلی اور پتھریلی زمین ہے کہ اس میں پانی ٹھہرنا اور درخت اگنا اور کھیتی اور بھل کا پیدا ہونا وقت سے خالی نہیں تو اس زمین پر کھاد وغیرہ ڈالی جاتی ہے جس سے پودوں اور درختوں کی پرورش ہو اور وہ کھا دینا اور اس کا سامان ہے، تاکہ اس سے درخت ایمان اور نہال اعمال کی جو اس زمین میں اُگے ہیں، حفاظت ہو، اگر یہ چیز اس سے غلطہ کر دی جائے تو پرورے اور درخت سوکھ جائیں گے۔ اور بھل جاتے رہیں گے۔ پس گھر ہی اجڑ جائے گا، سالانہ خداوند تعالیٰ اس کے بنانے کا ارادہ رکھتا ہے، تو اے فقیر! دولتمند آدمی کا درخت ایمان کمزور بڑھتا ہے۔ اور اس قوت سے خالی جوتیرے درخت ایمان میں بھری ہوئی ہے۔ اس کی مصبوطی اور اس کا ٹکاؤ انہی چیزوں سے ہے جو مال دنیا اور طرح طرح کی نعمتیں اس کے پاس تجھ کو نظر آتی ہیں۔ اگر درخت کی کمزوری میں یہ چیزیں اس سے الگ کر دی جائیں تو ایمان کا درخت سوکھ کر کفر وانکار (پیدا) ہو جائے گا، اور وہ شخص منافقین و مرتدین و کفار میں شامل ہو جائے گا۔ البتہ (اگر) خداوند تعالیٰ دولتمند کی طرف صبر و رضا و تقویٰ علم اور طرح طرح کی معرفتوں کے لشکر بھیجے، اور اس سے اس کا ایمان قوی ہو جائے تو پھر اس کو تو نگری اور نعمتوں کے غلطہ ہو جانے کی نہ پرواہ رہے گی۔ (زبور الغیب - مقالہ ۲۵)

دنیا کی صحیح حیثیت | حضرت شیخ کے یہاں رہبانیت کی تعلیم نہیں، وہ دنیا کے استعمال اور اس سے بقدر ضرورت انتفاع سے منع نہیں فرماتے، اسکی پرستش اور غلامی اور اس سے قلبی تعلق اور عشق سے منع فرماتے ہیں، ان کے مواظب درحقیقت حدیث نبویؐ ات الدنيا خلقت لکم و انکم خلقتہم للآخرۃ (بیشک دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی (یعنی تمہاری لونڈی ہے) اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے) کی تفسیر ہیں، ایک موقع پر فرماتے ہیں،

”دنیا میں سے اپنا مقسم اس طرح مت کھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہو اور تو کھڑا ہو، بلکہ اس کو بارشاہ کے دروازہ پر اس طرح کھا کہ تو بیٹھا ہو، اور وہ طباق اپنے سر پر رکھے ہوئے کھڑی ہو، دنیا خدمت کرتی ہے اسکی جو حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور جو دنیا کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے، اس کو ذلیل کرتی ہے، کھا حق تعالیٰ کے ساتھ عزت و تو نگری کے قدم پر“